سلوک

عبدالعزیز خالد

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز
لاہور ◎ حیدرآباد ◎ کراچی

سلومی

(ماخوذ و مستفاد)

بنامِ خداوندِ جان آفریں

سلومی

عبدالعزیز خالد

ناشرین

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی

طابع : شیخ نیاز احمد

مطبع : علمی پرنٹنگ پریس۔ لاہور

بار اوّل : ۱۹۶۰ء

بار دوم : جون ۱۹۶۳ء

بار سوم : جولائی ۱۹۷۳ء

مقامِ اشاعت

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز

ادبی مارکیٹ۔ چوک انارکلی۔ لاہور

افرادِ تمثیل

ہیرودیس انتیپاس (ہیرود)	میلادِ مسیح کے وقت یہودیہ کا تتراق رئیس الربع (بادشاہ)
ہیرودیاس (ہیرودہ)	ملکہ
سلومی	ہیرودیاس کی بیٹی
نوجوان شامی	جلوداروں کا سردار
تِگَلِینَس	ایک نوجوان رومی
ایک قبطی	
ایک نوبی	
پہلا سپاہی	
دوسرا سپاہی	
خدمت گار	
یہودی	
نصرانی	
غلام	
نعمان	جلاّد



چونکہ یحییٰ مست گشت از شوق او
سر بطشتِ زر نہاد از ذوق او

رُومی

ایس نیوں دی الٹی چال

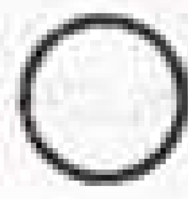
جدوں یحییٰ نے پائی جھاتی
رمزِ عشق دی لائی کاتی!
جلوہ دِتّا اپنا ذاتی
تن خنجر کیتا لال
ایس نیوں دی الٹی چال

بھروا سا کیہہ آشنائی دا
ڈر لگ دا بے پرواہی دا
یحییٰ اس دا یار کہایا
نال اوسے دے نیوں لگایا
راہ شرع دا اُن بتلایا
سر اسدا تھال کٹائی دا
بھروا سا کیہہ آشنائی دا
ڈر لگ دا بے پرواہی دا

بُلّھے شاہ

یحییٰ گھوٹ کوھایا

فرید

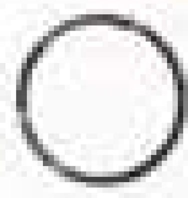


اور ہیرودیس بادشاہ نے اس "یسوع" کا ذکر سُنا کیونکہ اس کا نام مشہور ہوگیا تھا اور اس نے کہا کہ یوحنّا بپتسمہ دینے والا مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔ کیونکہ اس سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں مگر بعض کہتے تھے کہ ایلیاہ ہے اور بعض یہ کہ نبیوں میں سے کسی کی مانند ایک نبی ہے۔ مگر ہیرودیس نے سُن کر کہا کہ یُوحنّا جس کا سر مَیں نے کٹوایا وہی جی اُٹھا ہے۔ کیونکہ ہیرودیس نے آپ آدمی بھیج کر یُوحنّا کو پکڑوایا اور اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے اُسے قید خانے میں باندھ رکھا تھا۔ کیونکہ ہیرودیس نے اس سے بیاہ کرلیا تھا اور یوحنّا نے اس سے کہا تھا کہ اپنے بھائی کی بیوی کو رکھنا تجھے روا نہیں پس ہیرودیاس اس سے دشمنی رکھتی اور چاہتی تھی کہ اُسے قتل کرائے مگر نہ ہوسکا۔ کیونکہ ہیرودیس یوحنّا کو راستباز اور مقدّس آدمی جان کر اس سے ڈرتا اور اسے بچائے رکھتا تھا اور اس کی باتیں سُن کر بہت حیران ہوجاتا تھا۔ مگر سنتا خوشی سے تھا اور موقع کے دن جب ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیل کے رئیسوں کی ضیافت کی اور اسی ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اس کے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ مَیں تجھے دُوں گا اور اس سے قسم کھائی کہ جو تُو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دُوں گا اور اُس نے باہر جاکر اپنی ماں سے کہا مَیں کیا مانگوں؟ اُس نے کہا یوحنّا بپتسمہ دینے والے کا سر۔ وُہ فی الفور بادشاہ کے پاس جلدی سے اندر آئی اور اس سے عرض کی مَیں چاہتی ہُوں کہ تُو یوحنّا بپتسمہ

دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے۔ بادشاہ بہت غمگین ہُوا۔ مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے اس سے انکار کرنا نہ چاہا۔ پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس کا سر لائے۔ اس نے جا کر قید خانے میں اس کا سر کاٹا اور ایک تھال میں لا کر لڑکی کو دیا اور لڑکی نے اپنی ماں کو دیا۔

عہد نامۂ جدید

مرقس : ۶ : ۱۴—۲۸



——— ایک اور ذکر راجہ جگدیو کا ہے کہ کسی راجہ کی لڑکی اُس پر عاشق ہوگئی اور پیغام شادی کا بھیجا۔ راجہ جگدیو نے قبول نہ کیا۔ والدِ دخترِ مذکور نے کسی بہانے سے راجہ جگدیو کو اپنے شہر میں بُلوا کر معرفت وزیران کے اس کو فہمائش کرایا اور دختر نے بھی اپنا تعشّق اور اضطراب ظاہر کیا۔ لیکن راجہ جگدیو نے قبول نہ کیا۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ اس دخترِ بداختر نے سر راجہ جگدیو کا واسطے دیکھنے کے کٹوا منگایا۔ لیکن اس حالت میں بھی بھگوت نے راجہ جگدیو کا ایسا عہد پُورا کیا کہ بے جان سر نے صورت اس دختر کی نہ دیکھی۔ حالانکہ چند دفعہ وُہ دختر مقابل چہرے کے گئی۔ لیکن وُہ جس وقت سامنے آتی تھی۔ اسی وقت چہرہ راجہ کا دوسری طرف کو پھر جاتا تھا۔

بھگت مال

از

پرم بھگت منشی تلسی رام

شاہی محل میں ایوانِ ضیافت کے اوپر ایک وسیع شہ نشین۔ چند سپاہی کٹہرے سے لگے کھڑے ہیں۔ دائیں طرف ایک بہت بڑا زینہ۔ بائیں طرف، جانبِ پُشت ایک پرانا حوض

—— چاندنی ——

نوجوان شامی

آج شہزادی سلومی پہ ہے کیا رُوپ اَنُوپ!

خدمت گار

چاند کا رنگ تو دیکھو یہ گماں ہوتا ہے
ہے کوئی قبر سے اُٹھتی ہُوئی عورت گویا
یُوں لگے چاند نہیں کوئی زنِ مُردہ ہے
مُردہ چیزوں کو جو کرتی ہے اندھیرے میں تلاش

شامی

واقعی آج تو بے ساختہ یُوں لگتا ہے
رس بھری، نیند کی ماتی، پری تمثال کوئی
نقرئی چھاگلیں چھنکاتی، ہلورے لیتی

فرشِ نیلم پہ بھری بزم میں جیسے ناچے

تنِ بلّور سے ملبوس سرکتا جائے

بے حجابی سے عرق پیراہن

خدمت گار

مُردہ عورت کی طرح چال ہے دھیمی اس کی

(ضیافت گاہ میں شور)

پہلا سپاہی

کِس قدر شور ہے اُف! کون ہیں یہ غوغائی؟

دُوسرا

یہ یہُودی ہیں سدا رہتے ہیں جو محوِ نزاع

مذہبی بحث تو گھُٹّی میں پڑی ہے اُن کی

حسبِ معمُول کسی بحث میں اُلجھے ہوں گے

پہلا

بختئتے کیوں ہیں مگر دین کے بارے میں یہ لوگ؟

دُوسرا

یہ وُہی جانیں کہ ہے دائمی پیشہ اُن کا

کوئی ان میں ہے فریسی تو کوئی صدُّوقی

حزبِ اوّل کا عقیدہ: ہے فرشتوں کا وجود

حزبِ ثانی کا مقولہ: نہیں ایسی کوئی شے

پہلا

ایسی باتوں میں اُلجھنا بڑا پاگل پن ہے

شامی

آج شہزادی سلومی پہ ہے کیا طرفہ بہار!

خدمت گار

ٹکٹکی باندھ کے گھورے چلے جاتے ہو اسے
اک الہنا ہے نجیبوں کو پریشاں نظری
کہیں اس کھیل کا انجام المناک نہ ہو
چاہ کی راہ بڑی بے ڈھب ہے

پہلا

بادشہ کچھ متفکّر سا نظر آتا ہے

دوسرا

ہاں!

پہلا

کسی شے پہ ہیں مرکوز نگاہیں اس کی

دوسرا

تک رہا ہے وہ کسی کو

پہلا

کسے ——— ؟

دُوسرا

معلوم نہیں

شامی

کس قدر زرد ہے شہزادی کی رنگت دیکھو
اس قدر زرد تو پہلے کبھی دیکھا نہ اُسے
کیفیت چہرہ کی وُہ، جیسے کلی سوسن کی
عکس انداز کسی نقرئی آئینے میں

خدمت گار

نامناسب ہے تمھارا اسے تکنا اس طور
مستقل تم اسے تکتے ہی چلے جاتے ہو

پہلا سپاہی

ملکہ نے مئے لعلیں سے بھرا ساغرِ شاہ

قبطی

کیا وہی ہے ملکہ، سر پہ دھرا ہے جس کے
تاجِ شب رنگ دُرِ ناب جڑے ہیں جس میں
نیلگوں گرد جھلکتی ہے خمِ گیسو میں؟

پہلا

ہاں وُہی ہے شہِ والا کی چہیتی ملکہ

دوسرا

بادشا آتشِ سیّال کا متوالا ہے
توشہ خانے میں بھری رہتی ہے مئے سہ رنگی
اک جو ہوتی ہے سمتھرسؔ کے جزیرے میں کشید
قرمزی جیسے کہ زرتار قبا قیصرؔ کی

قبطی

مَیں نے دیکھا نہیں قیصر کو کبھی

دُوسرا

دُوسری کشورِ قبرص کی سنہری زرگوں

قبطی

کس قدر زر سے محبت ہے مجھے

دُوسرا

تیسری خون کی ہم رنگ رحیق سلسل

نوبی

شیفتہ خون کے ہیں میرے وطن کے دیوتا
بھینٹ ہم سال میں دو بار چڑھاتے ہیں انھیں
سمن اندام پریزادوں، جواں مردوں کی
ارغواں پوش جواں کنواریاں سو، مرد پچاس
غالباً ان کو یہ تعداد بھی ناکافی ہے
مہرباں ہو کے کبھی ہم پہ وُہ ہنستے جو نہیں

قبطی

دیوتا دیس میں میرے نہیں باقی کوئی
رُومیوں نے عملاً مار بھگایا ہے انھیں
لوگ کہتے ہیں پہاڑوں میں وُہ رُوپوش ہوئے
میرے نزدیک مگر یہ نری خوش فہمی ہے
تین راتیں میں پہاڑوں پہ رہا سرگرداں

پر مجھے مل نہ سکا ان کا کہیں نام و نشاں
نام لے لے کے بھی آخر میں پکارا ان کو
پر صدا آئی نہ آواز کی گونجوں کے سوا
مَیں سمجھتا ہُوں وُہ مر کھپ چکے بے گور و کفن

پہلا

پُوجتے ہیں یہ یہوُدی کِسی ایسے رب کو
ہے پرے سرحدِ نظّارہ سے مسکن جس کا

قبطی

ہے مرے فہم سے بالا یہ تصوّر ان کا

پہلا

دیکھنے میں جو نہ آئے وُہ اسی کو مانیں

قبطی

مضحکہ خیز ہے یہ تو بالکل

آوازِ یُوحنّا

آئے گا بعد مرے مجھ سے بھی اک زور آور
دُخترِ باکرہ بیٹا جنے عمّانوئیل[1]

---

[1]: خدا ہمارے ساتھ۔ عمّونیل ——— اللّٰہُ مَعَنا، مَعَنا اِللہ۔
دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور اس سے بیٹا ہوگا اور اس کا نام عمّانوئیل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ ہے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ متی ۱ : ۲۳
دیکھو کنواری (علمہ) حاملہ ہوگی اور اس سے بیٹا ہوگا اور وُہ اس کا نام عمّانوئیل رکھے گی۔ یسعیاہ ۷ : ۱۴

جس کے مَیں نقشِ کفِ پا کے برابر بھی نہیں
جس کی جوتی بھی اُٹھانے کے نہیں مَیں لائق
مِلے دُھول اس کی تو مَیں کُحل بجا ہر جانوں

اس کی آمد ہے خزاں دیدوں کو پیغامِ بہار
لہلہا اُٹھیں گے وُہ تختۂ سوسن کی طرح
روشنی دن کی نظر آئے گی نابینوں کو
اور کُھل جائیں گے بہروں کے سراپردۂ گوش
ارضِ صَلمُوت[1] پہ انوار کی بارش ہوگی
کھیلے گا اژدہے سے طفلکِ نوزائیدہ
شیر کو یال پکڑ کر وُہ بنالے گا مطیع
دے گا بپتسمہ وُہ رُوح القدس وآتش سے
ایک دہقاں کی طرح ہاتھ میں ہے چھاج اس کے
خوب کھلیان کو وُہ صاف کرے گا اس سے
اپنے گیہوں کو تو کھتّے میں کرے گا یک جا
آگ بھوسی کو لگا دے گا جو بُجھنے کی نہیں
رنگ اُڑے دخترِ صیہونؔ کی زیبائی کا

دُوسرا سپاہی
کبھی لگتی ہی نہیں اس کی زباں تالُو سے

پہلا
نہ، نہ! وُہ تو کوئی صاحبِ دل ہے

---

[1]: ظلمات، تاریکی۔

اور اخلاق تو دیکھو اُس کا
کھانا دیتا ہُوں روزانہ جس وقت
شکریہ میرا ادا کرتا ہے

قبطی

کون ہے وُہ ؟

پہلا

کوئی پیغمبر ہے

قبطی

کیا ہے نام اُس کا بھلا؟

پہلا

یُوحنّا !

قبطی

کون سی جا سے نزُول اُس کا ہُوا ؟

پہلا

صحرا سے
تھی غذا اُس کی جہاں شہد و مَلخ
پوشش اُو بار و نِطاقِ چرمی
چہرہ ویران ، پُراسرار، مُہیب
عقب میں لوگوں کا اِک جمِّ غفیر

قبطی

اس کی باتوں کا ہے کیا لُبِّ لُباب ؟

پہلا

ہم بھی آگاہ نہیں
باتیں اکثر تو وُہ کرتا ہے عجب مُگھّم سی

قبطی

دیکھ سکتے ہیں اسے ؟

پہلا

اس کی مناہی ہے مگر

شامی

شاہزادی نے چھُپا رکھا ہے مُنہ پنکھے سے
سیمگوں ہاتھ پھڑکتے ہیں کچھ اس شدّت سے
قمریاں جیسے ہوں بیتاب نشیمن کے لیے
چھاتیاں ہلتی ہیں پَر تولتے پنچھی کی طرح
تتلیاں کرتی ہوں پرواز چمن میں جیسے
اس نکور انگ میں ہے رنگلی رُت کی خوشبو
چشمِ مخمور میں صہبائے جوانی کا خمار

خدمت گار

تُمھیں کیا اس سے بھلا ؟ تُم اسے کیوں تکتے ہو ؟
ٹکٹکی باندھ کے یوں اُس کی طرف مت دیکھو
اس کا انجام کہیں تلخ نہ ہو

لہ : فَرَفْرَفَ نُهُداکِ إذ عَ فانی
کَطَیْرَیْنِ فی روضۃٍ ناضِرَۃ —— قبلان مکرزل

آگ رکھے کوئی سینے میں تو کپڑے نہ جلیں
چلے انگاروں پہ تو پیر نہ جھلسیں اُس کے؟

شامی

دل گرفتار بایں وسعتِ مشرب کیوں ہے؟

قبطی

(حوض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)

سوچتا ہوں کہ عجب زنداں ہے

دُوسرا سپاہی

ہے پُرانا سا یہ اِک کھوہ

قبطی

پُرانا پھر تو
لازماً ہوگا مضرِ صحّت

دوسرا

چاہیئے ہونا، نہیں ہے لیکن
بادشہ کا بڑا بھائی، مثلاً

رانی ہیرودہ کا پہلا شوہر
جس کی بیوی تھی یہ بے درد نکاحی بیاہی
گو رہا بارہ برس بند مسلسل اس میں
موت آئی نہ مگر پھر بھی اُسے
گلا گھونٹے پہ وُہ اس قید سے آزاد ہُوا

قبطی

گلا گھونٹا! ہُوئی اس فعل کی جرأت کس کو؟

دُوسرا

(جلّاد کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے جو ایک قوی ہیکل حبشی ہے)

دُور وُہ شخص کھڑا ہے نعمان

قبطی

پر اسے ڈر نہ لگا؟

دُوسرا

اوہ نہیں اُس کی طرف
بادشہ نے وُہ انگوٹھی بھی تو بھجوائی تھی

قبطی

کون سی؟ کیسی انگوٹھی؟ بھائی!

دُوسرا

کہیں فرمان قضا کا جس کو

قبطی

آخرالامر فنا ہے سب کو

شامی

خوانِ نعمت سے اٹھی شہزادی
سانولا چہرہ پسینے سے شرابور بدن
عکس چہرے پہ کسی کربِ نہانی کا ہے
اُٹھ کے وُہ راست اسی سمت چلی آتی ہے

دیکھنے والوں کی دزدیدہ نظر سے، بچتی
رُخ ہماری ہی طرف ہے اُس کا
نہ وُہ سونے کی ڈلک ہے نہ وُہ کندن کی دمک
کس قدر زرد ہے اُس کا چہرہ
کس قدر زرد، پریشان، اُداس

خدمت گار

التجا ہے یہ مری دیکھو نہ تم اس کی طرف

شامی

کوئی بچھڑی ہُوئی بھٹکی ہُوئی قمری جیسے
جس طرح کانپے پوَن میں نرگس
ہو کوئی پھُول روپہلی جیسے

(سلومی داخل ہوتی ہے)

سلومی

مَیں نہ ٹھہروں گی یہاں، کیسے ٹھہر سکتی ہوُں؟
کس لیے رہتے ہیں تتر ارق کے دیدے مجھ پر؟
اس طرح مجھ کو تکے، اُف مری ماں کا شوہر
اُن کا مفہوُم مرے فہم سے بالا تر ہے
پر نہیں وُہ تو عیاں ہے بالکل

شامی

آپ دعوت سے چلی آئی ہیں کیا شہزادی؟

سلومی

یہ ہوا کتنی نشاط آگیں ہے!
میں یہاں سانس تو لے سکتی ہوں
واں یہودی ہیں یروشیلم کے
اپنے بیہودہ عقائد کی وضاحت کرتے
ایک دُوجے کو گریباں سے پکڑ لیتے ہیں
بربری جن کو لقب میکدہ آشام کا دیں
فرش پر چھینٹے اڑاتے ہیں مئے احمر کے
اور یونانی سمرنا کے بہ چشمانِ کحیل
اپنے رخساروں کو غازے سے تب و تاب دیے
کاکلِ غالیہ سا کو شکن آلود کیے
اور کم گو متنفّر مصری
اور رومی، بدوی، نا بلدِ ذوقِ لطیف
ہائے وُہ ان کی گنواروں کی سی اکھڑ بولی
گو کوئی واسطہ تہذیب و تمدّن سے نہیں
پھر بھی انداز ہیں پشتینی رئیسوں کے سے

شامی

آپ تشریف رکھیں شہزادی

خدمت گار

کیوں اسے دیکھتے ہو، کرتے ہو کیوں اس سے کلام؟
رُونما ہو نہ کوئی حادثہ، ڈر لگتا ہے

سلومی

کہکشاں چرخ پہ پھیلی ہے، زمیں پر مخمل
چاندنی ایسے ڈھلکتی ہے کہ پگھلی چاندی
اُجلی کرنیں ہیں کہ مقیّش کی جھلمل جھالر
نیلے انبر پہ رواں چاند کا سیمیں بجرہ
جسے کھیتی ہیں جواں سانولی سُندر پریاں
چاند ہے پاک و خنک، جیسے کوئی دوشیزہ
کوئی مُنہ بند کلی، کوئی اچھوتا موتی
گو کلف چہرے پہ ہے جسم ہے لیکن بے داغ
باغچہ اس کے بدن کا ہے مقفّل اب تک
کورے ہونٹوں کے دہانے کا ہے سوتا محفوظ
دوسری دیویوں کی طرح اس ابلا نے کبھی
بسترِ عیش کی زینت نہ بنایا خود کو
کبھی آغوش گلوگیر میں تڑپی نہ بھنچی
اُس نے دیکھا نہ کبھی پنجہ و بازو کا فشار

آوازِ یُوحنّا

اپنی قدرت سے ملبّس ہو لے ارضِ صیہُون!
ہو گیا شاہِ دو عالم کا ظہُور
آ گیا ابنِ بشر
بختِ خفتہ ہُوا بیدار نصیبا چمکا!
قعرِ دریا میں نہاں جا کے ہُوئے ہیں قنطور

شیر سے ڈر کے گدھے جیسے بدک جاتے ہیں
سیر نیں چھوڑ کے دریا کی چٹانوں کو چلیں
تیاگ کر بستر تر، جنگلی پتّوں میں چھُپیں!

سلومی

کون تھا جس نے پکارا تھا ابھی؟

پہلا سپاہی

شاہزادی یہ تو پیغمبر ہے

سلومی

آہ پیغمبر! اسی سے ہے ہراساں تترارق؟

دُوسرا

ہم کو اس بارے میں کچھ علم نہیں شہزادی
ہم تو یہ جانتے ہیں، ہے یہ نبی یُوحنّا!

شامی

کیا محافے کے لیے حکم کروں شہزادی؟
کنجِ گلشن میں سماں رات کا ہے قابلِ دید

سلومی

میری ماں کے متعلق وہ عجب وعظ وعید
کرتا رہتا ہے، سُنا تم نے بھی؟

دُوسرا

ہم کلام اس کا سمجھتے ہی نہیں شہزادی

سلومی

ہاں اسی کے متعلق وہ یہ سب کہتا ہے

(ایک غلام داخل ہوتا ہے)

غلام

بادشہ آپ سے شہزادیٔ والا رتبہ

ملتمس ہے کہ ضیافت کدے کو لوٹ چلیں

سلومی

اب تو ہرگز نہ وہاں جاؤں گی

شامی

شاہزادی ہے یہ اس بندۂ گستاخ کی عرض

نہ گئیں آپ تو آفت نہ کوئی نازل ہو

سلومی

یہ نبی کوئی مُسن شخص ہے کیا؟

شامی

آپ کا جانا ہی بہتر ہے، اجازت دیجیے

لبِ تالار حضور آپ کو پہنچا آؤں

سلومی

یہ نبی مردِ معمّر ہے کوئی؟

پہلا

نہیں شہزادی جواں ہے بالکل

دوسرا

کہہ نہیں سکتے یقیں سے کچھ بھی
بعض کہتے ہیں کہ وُہ ہے الیاسؔ

سلومی

کون الیاسؔ ؟ کہو تفصیلاً !

دُوسرا

اگلے وقتوں میں پیمبر تھا کوئی شہزادی !

غلام

جا کے تترآرق سے کیا عرض کروں عالی جاہ؟

آوازِ یُوحنّا

نہ منا ارضِ فلسطیںؔ تُو خوشیاں نہ منا
جس نے مارا تھا تجھے اس کا عصا ٹوٹ گیا
باسلیق ایک جنم لے گا دمِ افعی سے
ذرّیت اس کی پرندوں کو نگل جائے گی
آتشی سانپ کی مانند ہوا میں اُڑتی
ہو گی بے رحم ستمگر مرغِ بیابانی سی
عیش مسکینوں کے پہلو بیٹھے کریں گے اس وقت
اور محتاجوں کو آرام میّسر ہو گا !
جڑ تری کال سے برباد مگر کردُوں گا
جو بقیہ ہیں ترے قتل کیے جائیں گے
بے حقیقت ہیں جو مٹّی کے مکانوں میں رہیں

جنگلی سانڈ کو ہانکوں گا مَیں ریگزاروں میں
دَف اٹھا، شور مچا، اے ابدی دروازے!
ربّی! ربّی! مرے ایام ترے ساتھ رہیں
دل مرا دُودھ چھڑائے ہُوئے بچّے کی طرح
وقت ہے آہ و فغاں کا، گھڑی واویلے کی
ساعتِ گریہ ہے اے پھاٹکو فریاد کرو
حق کے ہمسائے رہو، نور کے فرزند بنو
اے فلسطینؔ ہُوئی آج تو بالکل ہی تباہ
دیکھ اُترّ سے گھٹا ٹوپ دُھواں اُٹھّے گا
اس کے لشکر میں سے کوئی نہ رہے گا پیچھے
قوم کے ایلچیوں کو کوئی کیا دے گا جواب
کہ خداوند نے صیّونؔ کو تعمیر کیا
اس کے مسکین ہیں جو، اس میں وہی لیں گے پناہ

سلومی

عجب آواز ہے، اس سے مَیں کروں گی باتیں

شامی

شاہزادی مجھے ڈر ہے کہ یہ ناممکن ہے
حکمِ تترارق ہے اس سے نہ مخاطب ہو کوئی
حکمِ شاہی سے کِسے حوصلۂ سرتابی؟
ہر کوئی اس کا ہے پابند بلا استثنا
نہ کوئی کاہنِ اعظم کی ہے اس میں تخصیص

نہ بڑے بُت کے پُجاری کا کوئی استحقاق

سلومی

میری خواہش ہے کروں اس سے کلام

پہلا

شاہزادی یہ تو ناممکن ہے

سلومی

مَیں ضرور اس سے کرُوں گی باتیں

شامی

لوٹنا قصرِ ضیافت ہی کو بہتر ہے حضور

سلومی

رُوبرُو میرے نبی کو لاؤ!

(غلام چلا جاتا ہے)

پہلا

ہم میں یہ تاب نہیں شاہزادی

سلومی

(حوض کے پاس جاکر اس میں جھانکتے ہُوئے)

کیسی تاریکی ہے اس کی تہ میں!

شب دیجور کا چہرہ فق ہے

ایسے تاریک گڑھے میں تو ہے اک پل بھی عذاب

یہ کنواں ہے کہ سیہ گوشۂ تربت کوئی

(سپاہیوں سے)

مَیں جو کہتی ہُوں اُسے سُنتے نہیں ؟
اس پیمبر کو نکالو مَیں اُسے دیکھوں گی

دُوسرا

شاہزادی یہ ہمیں حکم نہ دو بہرِ خدا

سلومی

منتظر مجھ کو رکھو گے کب تک ؟

پہلا

شاہزادی یہ نمک خوار ہے گو جاں نثار
آپ کا حکم بجالانے سے قاصر ہے مگر

سلومی

(نوجوان شامی پر نگاہ ڈالتے ہُوئے)
آہ

خدمت گار

اوہ اب تو مصیبت کوئی نازل ہو گی

سلومی

(نوجوان شامی کے قریب جاتے ہُوئے)
تم یقیناً مرا ارمان کرو گے پُورا
کیا نرا بوطہ تردّد ہے تمھیں بھی اس میں ؟
مَیں پیمبر کو فقط ایک نظر دیکھوں گی
عامۃ النّاس میں کس درجہ ہے چرچا اس کا
سُنا تترارق سے بھی تذکرہ اس کا اکثر

میں سمجھتی ہوں وہ رہتا ہے ہراساں اس سے
تم بھی ہو اس سے نرابوط مگر خوف زدہ ؟

شامی

شاہزادی مجھے اس سے تو کوئی خوف نہیں
بلکہ دنیا میں کسی چیز کا بھی خوف نہیں
ہمیں تنزارق کی لیکن ہے یہ تاکیدِ اکید
کوئی ذی نفس بھی ڈھکنا نہ کنوئیں کا کھولے

سلومی

تم نرابوط کرو گے مری خاطر اتنا
باغ کی سیر کو نکلوں گی جو سکھیاں میں کل
بُت فروشوں کا جو دروازہ ہے اُس کے نزدیک
میں تمھارے لیے پھینکوں گی گُلِ تازہ بہار
جن کی خوشبو سے چھنے اور ملے دل کا قرار

شامی

شاہزادی یہ کڑا کام مرے بس کا نہیں

سلومی

(مسکراتے ہوئے)

تمھیں انکار مرے حکم کی تعمیل سے ہو
تم سمجھتے ہو نرابوط یہ ہو سکتا ہے؟
کل جو نکلوں گی محافے میں پئے سیرِ چمن
شوقِ اصنام کا پل کاٹتے وقت اک پل کو